

زیر سرپرستی: امین ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

قائد انقلاب علامہ فضل حق خیر آبادی

تحریر

یس اختر مصباحی

بانی و صدر دارالقلم، ڈاکرنگر، نئی دہلی - ۲۵

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ مالیگاؤں - ۴۲۳۲۰۳

e-mail: noori_mission@yahoo.com

ہدیہ: دعائے خیر بحق را کین و معاونین

امام الحکمتہ والکلام وقائد انقلاب ۱۸۵۷ء

علامہ فضل حق خیر آبادی

مردم خیر خطہ اودھ (لکھنؤ اور اس کے قریبی اضلاع) کے خیر آباد (ضلع سیتاپور، اتر پردیش) میں علامہ فصلِ امام خیر آبادی (متوفی ۱۲۳۰ھ/۱۸۴۵ء-۱۸۲۴ء) کے فرزند ارجمند امام الحکمتہ والکلام قائد انقلاب علامہ فضل حق خیر آبادی (متولد ۱۲۱۲ھ/۱۷۹۷ء-متوفی ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء) کی ولادت ہوئی۔ قاضی عماد الدین بدایونی علامہ فصلِ امام خیر آبادی کے اجداد میں سے ہیں جو بدایوں سے منتقل ہو کر ہرگام، اودھ (موجودہ ضلع سیتاپور کی ایک آبادی) آئے تھے۔ والد قاضی محمد ارشد ہرگامی اپنے دور میں ہرگام سے منتقل ہو کر خیر آباد آ کر آباد ہو گئے۔ اس خانوادہ کا سلسلہ نسب خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

شیر الملک بن عطاء الملک فاروقی ایرانی کے ایک صاحبزادے شمس الدین مفتی ربّک (پنجاب۔ موجودہ صوبہ ہریانہ) کی اولاد میں حضرت شاہ عبدالعزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور دوسرے صاحبزادے بہاء الدین مفتی بدایوں (روہیل کھنڈ، موجودہ صوبہ یوپی) کی اولاد میں علامہ فضل امام خیر آبادی ہیں جو دہلی کے صدر الصدور تھے۔ اپنے زمانے کے ممتاز علما و فضلاء ہند میں آپ کا شمار تھا۔ متعدد علمی و فنی کتابوں کے مصنف اور میرزا محمد رسالہ و میرزا ملا جلال وافق المبین کے محشی ہیں۔ جن کے مخطوطات مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ و رضا لائبریری رام پور (یوپی) وغیرہ میں موجود و محفوظ ہیں۔ آپ کے سیکڑوں شاگردوں میں علامہ فصلِ حق خیر آبادی اور مفتی صدر الدین آزاد دہلوی صدر الصدور دہلی مشہور و معروف ہیں۔ مولانا عبد الشاہد شیروانی علی گڑھی سابق اسٹنٹ لائبریرین شعبہ مخطوطات۔ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (متوفی ۱۳۰۴ھ/۱۹۸۴ء) رقم طراز ہیں:

”علی قالیبت کا اندازہ تو اسی سے کیا جاسکتا ہے کہ ایک جانب شاہ عبدالعزیز اور شاہ عبدالقادر کا ذکر کا ذکر منقولات میں نہج رہا تھا اور دوسری طرف اسی دہلی میں مولانا فصلِ امام کے معقولات کا سکہ چل رہا تھا۔ طلبہ دولوں و دیوانوں سے سیراب ہو رہے تھے۔ مفتی صدر الدین خاں آزاد دہلوی، علامہ فضل حق وغیرہ بھی دوسرے طلبہ کی طرح حدیث ایک جگہ پڑھتے تھے اور منطق و فلسفہ دوسری جگہ۔ (ص ۱۳۸)۔ سوانح علامہ فصلِ حق در باغی

ہندوستان، طبع چہارم المجمع الاسلامی مبارک پور، مطلع اعظم گڑھ، یو پی ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔ طبع
اول مدینہ پریس بجنور ۱۹۸۷ء مع مقدمہ مولانا ابوالکلام آزاد)

علامہ فضل حق خیر آبادی نے تیرہ سال کی عمر میں ۱۲۲۵ھ/۱۸۰۹ء میں تمام علوم و فنون عقلیہ
و عقلیہ و آلیہ کی تعلیم مکمل کر لی اور چار ماہ چند روز میں قرآن حکیم حفظ کر لیا۔ آپ کے علم و فضل کو
خراج تحسین پیش کرتے ہوئے سر سید احمد خاں (متوفی ۱۸۹۸ء) لکھتے ہیں:

”جمع علوم و فنون میں یکتا روزگار ہیں اور منطق و حکمت کی نو گویا انہیں کی فکر عالی بنا ڈالی
ہے۔ علمائے عصر قبل فضل اے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگروہ دلیل کمال کے حضور میں بساط
مناظرہ آراستہ کر سکیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ (اپنے) آپ کو یگانہ نہ فہم سمجھتے تھے، جب ان
کی زبان سے ایک حرف سننا، دعوائے کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے۔“
(۵۶۳ تا ۵۶۴ راہنما پید از سر سید احمد خاں، مطبوعہ اردو اکاڈمی دہلی ۲۰۰۰ء، ص ۱۳۸۔ مقالات سر سید
حصہ شانزدہم، مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور)

علامہ فضل حق خیر آبادی کی تقریباً ایک درجن و قیع و بلند پایہ کتابیں متعدد علوم و فنون میں
آپ کی مہارت و کمال پر شہد عدل ہیں جن میں سے اکثر غیر مطبوعہ اور مختلف کتب خانوں کی
زینت ہیں۔ آپ کے شاگردوں میں مولانا عبدالحق خیر آبادی (استاذ حکیم سید برکات احمد ٹوکی)
و مولانا ہدایت اللہ رام پوری ثم جون پوری (استاذ صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی رضوی،
و مولانا سید سلیمان اشرف بہاری ثم علی گڑھی)، و مولانا عبد القادر بدایونی فرزند علامہ فضل رسول
بدایونی، و مولانا فیض الحسن سہارن پوری و مولانا ہدایت علی بریلوی و مولانا محمد عبد اللہ بگلرامی
و مولانا عبد العلی رام پوری (امام احمد رضا بریلوی کے استاذ علم ریاضی) و مولانا قلندر علی زبیری پانی
پتی (استاذ خواجہ الطاف حسین حالی) و مولانا خیر الدین دہلوی (مولانا ابوالکلام آزاد کے والد)
و نواب یوسف علی خاں رام پوری و نواب کلب علی خاں رام پوری کے نام نمایاں ہیں۔

رئیس احمد جعفری ندوی (بحوالہ ص ۳۱۲۔ گل رعنا مولفہ حکیم عبدالحق رائے بریلوی) لکھتے ہیں:

اکبر شاہ دہلی کا زمانہ تھا۔ دہلی میں ریزیڈنٹ رہا کرتے تھا۔ (مولانا فضل حق
خیر آبادی) اس کے محکمہ کے سر رشتہ دار ہو گئے۔ ابو ظفر ولی عہد سے دوستانہ مراسم تھے۔ تلخہ
میں آتے جاتے تھے۔

دہلی وہ دہلی تھی کہ ایک طرف حدیث و فقہ کا دور دورہ تھا دوسری طرف منطق و فلسفہ کی گرم
بازاری۔ شعرو سخن کے گلی کوچے میں جہ جہ، بڑے بڑے کہنے مشق شاعر موجود۔

ان (فضل حق خیر آبادی) کے ہم سبق مفتی صدر الدین آزاد۔ دوستوں میں مولوی امام بخش
صہبائی، علامہ عبد اللہ خاں علوی، حکیم مومن خاں مومن، مرزا اسد اللہ خاں غالب، نواب ضیاء

الدین خاں تیر، شاہ نصیر الدین نصیر، شیخ محمد ابراہیم ذوق، حکیم آغا جان عیش، حافظ عبدالرحمن احسان، میر حسن تسکین جیسے باکمال لوگ تھے۔ شاہ کو مولانا (فصل حق) کے یہاں نشست رہا کرتی۔ (ص ۸۵۹)۔ بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد، مولدہ رئیس احمد جعفری ندوی، طبع اول، کتاب منزل لاہور۔ تقدیم کتاب از مولف ماہ دسمبر ۱۹۵۵ء)

مطبوعہ کتب علامہ خیر آبادی میں ہدیہ سعید یہ تحقیق افتویٰ و امتناع الخیر والروض الجو و وحاشیہ قاضی مبارک شرح سلم و قصائد فتنہ الہند (منظوم) و اشورۃ الہند یہ (منثور) حلقہ اہل علم میں متعارف و متداول ہیں۔

علامہ فصل حق خیر آبادی کے علم و فضل، جامعیت و کمال، جودت ذہن قوت فکر، وسعت مطالعہ اور دینی و ملی قومی خدمات کا دائرہ بے حد وسیع و ہمہ جہت و ہمہ گیر ہے جس کے مطالعہ و تحقیق و تعارف کی ضرورت ہے۔ علما و محققین و مصنفین کو اس اہم خدمت کی طرف اپنی توجہ مبذول کر کے علامہ فصل حق خیر آبادی کی فکری و قلمی کاوشوں کو منظر عام پر لانے اور آپ کی جامع الصفات شخصیت کے متنوع کوششوں کو اجاگر کرنے کی جلد از جلد بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

چودہویں صدی ہجری کے علمائے بدایوں و بدلی و مبارک پور وغیرہ کا سلسلہ تلمذ خیر آبادی ہے جو سلسلہ خیر آبادی دورس گاہ شاہ ولی اللہ علی و عریزی دہلی و دانش گاہ فرنگی محل لکھنؤ کا مجمع البحرین ہے۔ علامہ فصل حق خیر آبادی کی تاریخ حیات کا ایک روشن پہلو یہ ہے کہ برطانوی سامراج کے خلاف ۱۸۵۷ء میں آپ نے پوری جرأت و استقامت اور مومنانہ فہم و فراست کے ساتھ علم جہاد بلند کیا اور اس کے خلاف اپنی ولولہ انگیز خطابت اور منظم جدوجہد کے ذریعہ ایسا پرجوش ماحول بنایا کہ دہلی کے اندر نوے ہزار ہندوستانی سپاہ جمع ہو گئی اور اس نے غاصب و قابض و ظالم انگریزوں کا عرصہ حیات تنگ کر دیا۔ جس کے تاریخی شواہد درج ذیل ہیں۔

"دلاور جنگ مولوی احمد اللہ مدراسی آگرہ سے لکھنؤ آئے۔ وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے اقتدار کے خلاف حکما میں سرگرمی عمل پیدا کر رہے تھے۔ مولانا (فصل حق خیر آبادی) بھی ان کے ہم لوگ ہو گئے اور سرکاری ملازمت ترک کر کے انور چلے گئے۔

ہنگامہ ۱۸۵۷ء روٹا ہوا، دلی آئے، بہادر شاہ سے ملے۔ یہاں جنرل بخت خاں کے ٹھکانے ہوئے تھے۔ نصاریٰ کے خلاف جہاد کا فتویٰ مولانا نے دیا اور اس پر مفتی صدر الدین آزاد، مولوی فیض احمد بدایونی، ڈاکٹر مولوی وزیر خاں اکبر آبادی وغیرہ کے دست خط کرائے گئے۔

(ص ۵۶)۔ علمائے حق اور ان کی مظلومیت کی داستانیں۔ مولدہ مفتی انتظام اللہ شاہی اکبر آبادی) "علامہ (فصل حق خیر آبادی) سے جنرل بخت ملے پہنچے۔ مشورہ کے بعد علامہ نے آخری تیر ترکش سے نکالا۔ بعد نماز جمعہ جامع مسجد (دہلی) میں حکما کے سامنے تقریر کی۔

استخلا پیش کیا۔ مفتی صدر الدین آزاد صدر الصدور دہلی، مولوی عبدالقادر، قاضی فیض اللہ دہلوی مولانا فیض احمد ایوانی، ڈاکٹر مولوی عزیز خاں اکبر آبادی، سید مبارک شاہ رام پوری نے دست خط کیے۔ اس فتویٰ کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش برپا ہو گئی۔ دہلی میں لوے ہزار سپاہ جمع ہو گئی۔ (تاریخ ذکا، ۱۱۵، مطبوعہ دہلی بحوالہ ص ۲۱۵۔) باغی ہندوستان مرتبہ عبدالشہید شیروائی علی گڑھی، مطبوعہ مجمع الاسلامی مبارک پور، طبع اعظم گڑھ۔ یوپی ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔ طبع اول مدینہ پریس بجنور ۱۹۴۷ء، مع مقدمہ مولانا ابوالکلام آزاد)

”مفتی جیون لال نے اپنے روزنامے میں بہادر شاہ اور مولوی فضل حق کی یہ گفتگو نقل کی ہے: بہادر شاہ نے جب مولوی صاحب کو حکم دیا کہ ”اپنی افواج کو لڑانے کے لئے لے جاؤ اور انگریزوں کے خلاف لڑاؤ۔“

تو انہوں نے کہا: افسوس تو اسی بات کا ہے کہ سپاہی ان کا کہا نہیں مانتے جو ان کی تنخواہ دینے کے ذمہ دار نہیں۔ (ص ۲۲۰۔) خدر کی صبح و شام۔ بحوالہ ص ۳۵۔ مقدمہ ۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامہ، مؤلفہ پروفیسر خلیق احمد نظامی۔ مکتبہ مدوۃ المصنفین، اردو بازار، دہلی۔ ۱۹۷۱ء)

جناب وقار الحسن صدیقی، سابق ڈائریکٹر آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا و سابق او ایس ڈی رضا لاہیری رام پور، یوپی (انڈیا) ص ۱۴۔ پیش لفظ ”تاریخ جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء“ مؤلفہ سید خورشید مصطفیٰ رضوی، مطبوعہ رضا لاہیری رام پور۔ یوپی۔ طبع اول ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء کے اندر یہ تاریخی ریکارڈ درج کرتے ہیں کہ:

”انگریزوں کے جاسوس گوری ٹنکر نے ۱۸ اگست ۱۸۵۷ء کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ: مولوی فضل حق جب سے دہلی آیا ہے، شہریوں اور فوج کو انگریزوں کے خلاف اکسانے میں مصروف ہے۔

وہ کہتا پھرتا ہے کہ اس نے آگرہ گزٹ میں برطانوی پارلیمنٹ کا ایک اعلان پڑھا ہے جس میں انگریزی فوج کو دہلی کے تمام باشندوں کو قتل کر دینے اور پورے شہر کو سہا کر دینے کے لئے کہا گیا ہے۔ آ نے والی نسلوں کو یہ بتانے کے لئے کہ یہاں دہلی کا شہر آباد تھا، شاہی مسجد کا صرف ایک مینار باقی چھوڑا جائے گا۔“

(INDIAN OFFICE LONDON, MUTINY COLLECTION NO.170
P.442-443)

”ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں رونما ہوا۔ مولانا فضل حق آلور سے دہلی آئے۔ جنرل بخت خاں نے ”نقشہ اقتدار جہارکھا تھا۔ استخلا مولانا نے لکھا۔ مفتی صاحب و دیگر حکماء نے فتویٰ دیا۔ (ص ۲۸،) خدر کے چند حکماء از انتظامیہ شاہی اکبر آبادی۔ مطبوعہ دینی بک ڈپو، اردو بازار، دہلی) ”علامہ (فضل حق) آلور (راج پوتانہ) سے نشر و اشاعت کرتے ہوئے مئی ۱۸۵۷ء میں

دہلی پہنچے۔ میرٹھ اور دوسری چھاؤنیوں میں کارٹوسوں کا قرضہ زور پکڑ چکا تھا۔ گائے اور سور کی چربی کی آمیزش کی خبر سے ہندو اور مسلمان فوجی بگڑ بیٹھے۔ روٹی کی نکلیا کی تقسیم کسی خاص اسکیم کے ماتحت گاؤں گاؤں پہلے سے ہو ہی چکی تھی۔

میرٹھ سے دہلی پر ”باغی“ فوج نے ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو حملہ کر دیا۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم ہوا۔ بادشاہ دہلی سرگرمیوں کا مرکز بنے۔ علامہ بھی شریک مشورہ رہے۔

منشی جیون لال اپنے روزنامہ میں لکھتے ہیں:

۱۶ اگست ۱۸۵۷ء: مولوی فضل حق شریک دربار ہوئے۔ انہوں نے اشرفی مزار پیش کی اور صورت حال سے متعلق بادشاہ سے گفتگو کی۔

۲ ستمبر ۱۸۵۷ء: بادشاہ دربار عام میں تشریف فرما ہوئے۔ مرزا الہی بخش، مولوی فضل حق، میر سعید علی خاں اور حکیم عبدالحق آداب بجالائے۔

۶ ستمبر ۱۸۵۷ء: مولوی فضل حق نے اطلاع دی کہ متھرا کی فوج آگرہ چلی گئی ہے اور انگریزوں کو شکست دینے کے بعد شہر پر حملہ کر رہی ہے۔

۷ ستمبر ۱۸۵۷ء: بادشاہ دربار خاص میں رہے۔ حکیم عبدالحق، میر سعید علی خاں، مولوی فضل حق، بدرالدین خاں اور دیگر تمام امرا و رؤسا شریک دربار رہے۔ (ص ۲۱۷، ۲۳۰، ۲۳۶، ۲۳۷۔ روزنامہ منشی جیون لال)

اس روزنامہ سے علامہ کی باخبری اور انقلابی سرگرمیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ (ص ۲۱۳۔ باغی ہندوستان، مرتبہ عبدالشاہد شیر والی علی گڑھی، طبع چہارم اجتماع اسلامی مبارک پور، طبع اعظم گڑھ، یو پی ۱۳۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔ طبع اول مدینہ پریس، بجنور ۱۹۳۷ء مع مقدمہ مولانا ابوالکلام آزاد)

”بغاوت وسط مئی ۱۸۵۷ء میں شروع ہوئی۔ جوں ہی اس کی اطلاع ملی علامہ (فضل حق) اہل خانہ کو اُور چھوڑ کر دہلی آ گئے اور سرگرمی سے بغاوت کی رہنمائی کی اور حکومت کے دستور العمل کی ترتیب شروع کر دی۔ جولائی میں جنرل بخت خاں کے دہلی آنے پر فتوے جہاد مرتب کر کے عکما کے دست خط کرائے۔ اسی درمیان راجہ اُور رہے سنگھ کی خبر اڑتال پر اُور چلے گئے۔ تقریباً ایک ماہ میں واپس دہلی آ گئے۔ پھر چند روز دہلی قیام کر کے اُور آ گئے اور اپنے اہل و عیال کو لے کر اوائل ستمبر میں دہلی آ گئے۔“

(ص ۲۶۰۔ باغی ہندوستان، مرتبہ عبدالشاہد شیر والی علی گڑھی، مطبوعہ لاہور و مبارک پور) ”دہلی میں بہادر شاہ ظفر نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مولانا فضل حق خیر آبادی نیز دوسرے عکما دہلی میں موجود تھے۔

..... جنرل بخت خاں کے مشورے سے علامہ فضل حق خیر آبادی نے بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں جہاد کی اہمیت و ضرورت پر تقریر کی اور جہاد کا استخلا مرتب کر کے پیش کیا۔“ (ص ۲۲۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا ایک مجاہد! مولانا فیض احمد بدایونی۔ مطبوعہ

کراچی ۱۹۵۷ء بقلم پروفسر محمد ایوب قادری، کراچی)
 "مولانا فضل حق نے فتوئی کے بعد جگہ جگہ دورے کیے اور بالآخر دہلی پہنچ گئے۔ اس زمانے کی سیاسی سرگرمیوں کا اندازہ جیون لال کے روزنامہ سے ہوتا ہے جس میں اس نے مختلف تاریخوں میں مولانا کا قلعہ میں ہونا بیان کیا ہے۔

مولانا فضل حق کے مشورے صرف قلعہ معلیٰ کی پوشیدہ مجلسوں تک محدود تھے۔ وہ جنرل بخت خاں سے ملے، مشورے ہوئے اور آخر میں بعد نماز جمعہ دہلی کی لال مسجد (جامع مسجد دہلی) میں علما کے سامنے تقریر کی اور فتوئی پیش کیا۔ (ص ۲۶۴، بقلم ڈاکٹر ابو الیث صدیقی، ۱۸۵۷ء نمبر، مجلہ خیال لاہور)

"میر لواب وسید احمد حسین رسوا خیر آبادی پسران سید تقی حسین خاں جو علامہ فضل حق خیر آبادی کے عزیز اور سید احمد حسین علامہ خیر آبادی کے داماد تھے، ان کے حقیقی بھائی میر لواب کے بارے میں ذکا علفندہ دہلوی (متوفی نومبر ۱۹۱۰ء) لکھتے ہیں:

"جس تاریخ (۱۱ مئی ۱۸۵۷ء) کو (میرٹھ سے دہلی) سپاہ آئی، دوسرے روز (۱۲ مئی) قلعے میں اکابر شہر کی ایک مجلس مقرر ہوئی کہ شہر کا اور سپاہ کی رسد رسائی کا انتظام کیا جائے۔ اگر بندوبست نہیں ہوگا تو وہ (سپاہی) سارے شہر کو لوٹ کر کھانا جائیں گے۔ اس کا اہتمام محبوب علی اور میر لواب پسر تقی حسین خاں کے سپرد ہوا۔"

(ص ۶۷۹-۶۸۰ تاریخ عروج و حیدر انگلیشیہ از ذکا علفندہ دہلوی۔ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۳ء)
 "انہوں (مولانا فضل حق خیر آبادی) نے بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کے لئے ایک دستور العمل سلطنت لکھا تھا۔" (۶۷۸-۶۷۹ تاریخ عروج و حیدر انگلیشیہ از ذکا علفندہ دہلوی، مطبوعہ دہلی)

ریس احمد جعفری ندوی (۱۹۱۴ء-۱۹۶۸ء) لکھتے ہیں:

"وہ (مولانا فضل حق خیر آبادی) انگریزوں سے سخت نفرت کرتے تھے اور انگریزوں کو نکالنے کے لئے ہر منظم اور باقاعدہ تحریک میں حصہ لینے پر دل و جان سے آمادہ رہتے تھے۔ چنانچہ جب غدر (۱۸۵۷ء) شروع ہوا تو مولانا نے اس میں شریک ہوئے۔ وہ بادشاہ (بہادر شاہ ظفر) کے معتد، مقرب اور مشیر تھے۔ ان کے دربار میں شریک ہوا کرتے تھے۔ انہیں اہم معاملات و مسائل پر مشورے دیتے تھے اور اس بات کے سعی تھے کہ آزادی کی یہ تحریک کامیاب ہو اور انگریز اس دیس سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جائیں۔

مولانا (فضل حق خیر آبادی) نے غدر (۱۸۵۷ء) میں دلیری اور جرأت کے ساتھ علانیہ حصہ لیا۔ انہوں نے متعدد والیان ریاست اور امرائے ہند کو اس تحریک میں شامل کرنے کی کوشش کی، جس جس والی ریاست سے ان کے ذاتی تعلقات و مراسم تھے، خواہ ہندو ہو یا مسلمان خود اس کے پاس پہنچے اور اسے آزادی وطن کا واسطہ دے کر اس جدوجہد میں شریک

کرنے کی کوشش کی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تحریک کو مولانا کی شرکت سے بڑی تقویت پہنچی۔ (ص ۸۶۲)۔ بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد، مؤلفہ رئیس احمد جعفری۔ طبع اول کتاب منزل لاہور، سال طبع ندارد، تقدیم کتاب از مؤلف ماہ دسمبر ۱۹۵۵ء)

سید مبارک شاہ (جو دورانِ غدر، دہلی کا کوتوال تھا) کا بیان ہے کہ:

”بہادر شاہ نے جنرل بخت خاں، مولوی سرفراز علی اور مولوی فضل حق پر مشتمل ایک ”کننگ کونسل“ تشکیل دی تھی۔ مبارک شاہ ہی نے ایک جگہ اسے ”پروی کونسل“ بھی لکھا ہے۔“

THE GREAT REVOLUTION OF 1857-

(P182,183- عظیم انقلاب ۱۸۵۷ء۔ از ڈاکٹر سید معین الحق کراچی ۱۹۶۸ء)

انگریزوں کے گماشتہ جاسوس عبداللطیف نے اپنے روزنامہ میں علامہ فضل حق خیر آبادی کی شرکت مجلس و ملاقات از بہادر شاہ ظفر کا اس طرح ذکر کیا ہے:

”جب ہنگامہ (مئی ۱۸۵۷ء) برپا ہوا تو مولوی فضل حق آئے۔ دربار میں حاضر ہوئے۔ مقرر پیش کی۔ روپیہ صدقے اتارے۔ انہیں انتظام سنبھالنے کی خواہش تھی۔ (ص ۹۶- ۱۸۵۷ء کا روزنامہ)۔ مرتبہ پروفیسر خلیق احمد نظامی)

شاعی طیب اور انگریزوں کا وفادار آلہ کار حکیم احسن اللہ خاں اپنی یادداشت میں لکھتا ہے:

”دوسرے روز مولوی فضل حق آئے اور مقرر پیش کی۔ وہ باغی فوج کی بڑی زور و شور سے تعریف کر رہے تھے۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا:

اب وقت کا تقاضہ ہے کہ باغیوں کو رقم اور سامانِ رسد کی مدد پہنچائی جائے تاکہ انہیں کچھ سہارا ہو۔ بادشاہ نے کہا: رقم کہاں ہے؟ رہا رسد کا (معاملہ) تو وہ پہنچی تھی مگر کافی تھی اور اس کی وجہ ان باغیوں کا عوام کے ساتھ غلط رویہ ہے۔

مولوی (فصل حق) صاحب نے کہا: حضور کے تمام ملازمین مال ہیں۔ دور اور قریب کے تمام حکمرانوں سے رقم کا مطالبہ کرنے کی اجازت دیجیے اور کسی ہوشیار آدمی کو رسد کی فراہمی پر مامور کرنے دیجیے۔

..... مولوی (فصل حق) صاحب جب بھی بادشاہ کے پاس آتے، بادشاہ کو مشورہ دیتے کہ جہاد کی مہم میں اپنی رعایا کی ہمت افزائی کریں اور ان کے ساتھ باہر (میدان) بھی نکلیں۔ فوجی دستوں کو جس حد تک ممکن ہو بہتر معاوضہ دیں۔ ورنہ انگریز اگر جیت گئے تو صرف خاندانِ تیوریہ نہیں بلکہ تمام مسلمان نیست و نابود ہو جائیں گے۔“ (ص ۲۳)۔ یادداشت حکیم احسن اللہ خاں۔ مرتبہ ڈاکٹر سید معین الحق۔ کراچی ۱۹۵۸ء)

انگریزی جاسوس منشی جیون لال اپنے روزنامہ میں لکھتا ہے:

۱۶ اگست ۱۸۵۷ء: مولوی فضل حق شریک دربار ہوئے۔ انہوں نے اثرنی مقرر میں پیش

کی اور صورت حال کے متعلق بادشاہ سے گفتگو کی۔

۱۹ اگست ۱۸۵۷ء: مولوی عبدالحق خٹک مولوی فصیل حق اور مولوی فیض احمدگان وصول کرنے کی غرض سے گورنمنٹ کو لیا گئے۔ (ص ۲۲۲۔ خدر کی صبح و شام۔ مطبوعہ دہلی ۱۹۳۶ء)۔
 "مولوی فصیل حق اپنے مواعظ سے عوام کو مسلسل بھڑکا رہے ہیں۔" (رپورٹ از چنگی لال۔ اخبار دہلی۔ فائل ۱۲۷)

"مولوی فصیل حق کی اشتعال انگیزیوں سے متاثر ہو کر شہر لوٹے بھی میدان میں نکل آئے اور ہنری منڈی کے پھل والے محاذ (دہلی) پر صف آرا ہیں۔" (رپورٹ تراب علی۔ اخبار دہلی)

بہادر شاہ ظفر اور جنرل بخت خاں کے ساتھ عسکری امور میں تبادلہ خیال اور منصوبہ بندی کے تعلق سے ذیل کی ایک اہم رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

۱۸ اگست ۱۸۵۷ء: شاہد علی سلیم گڈھ تشریف لے گئے اور بعد ملاحظہ کرنے مقام مذکور کے دیوان عام میں داخل ہوئے۔ تمام سرداران و امیران نے ہجرا کیا۔ جنرل بخت خاں نے عرض کی کہ میری فوج اور بریلی کی فوج کل علی پور کو واسطہ حملہ کرنے فوج انگریزی روانہ ہوگی۔
 مولوی فصیل حق نے بیان کیا کہ انگریزوں نے اخبار میں چھاپا ہے کہ جس وقت دہلی فتح ہوگی شہر میں قتل عام کیا جائے گا اور شہر خوب غارت ہوگا اور بادشاہی خاندان میں سے کوئی نام لینے والا پانی دینے والا نہ رہے گا۔ اور کمال تاسف کی بات ہے کہ سپاہ نے لڑائی کے قاعدے چھوڑ دیے ہیں لہذا کوئی صورت انگریزوں پر فتح کی معلوم نہیں ہوتی۔

اس پر بادشاہ نے فرمایا کہ تم اپنا فوج میں بندوبست کرو اور آپ ان کو خود لڑانے لے چلا کرو۔ اس کے جواب میں اس نے عرض کیا کہ فوج بھوکوں مرنی ہے اور جب تک اس کو خرچ نہیں دیا جائے گا یہ ہرگز کسی سردار کا کہنا نہیں مانیں گے۔ اس پر حکم ہوا کہ تم اپنے ساتھ فوج کو اور مال گزاری تحصیل کرو۔ الخ۔ (خدر کی صبح و شام۔ ص ۲۱۲۔ سرگزشت دہلی۔ مرتبہ ڈاکٹر درخشاں ناجور۔ مطبوعہ ضلالتا بہری رام پور۔ یو پی۔ انڈیا۔ ۲۰۰۷ء)

مولانا امداد صابری دہلوی لکھتے ہیں:

"دہلی میں آزادی کی تحریک ۱۸۵۷ء میں شروع ہو چکی تھی۔ مولانا فصیل حق کے ساتھیوں نے جہاد کا فتویٰ مرتب کیا۔ اس کی تائید و تصدیق مفتی صدر الدین آزاد نے فرمائی۔ عمل مولانا امام بخش صہبائی نے کیا۔

لوہا مصطفیٰ خاں شیفہ بھی پروگرام کے مطابق ولی داد خاں کے ساتھ بغاوت کی آگ لگانے میں مصروف ہو گئے۔ (ص ۹۔ داستان شرف۔ از امداد صابری دہلوی، مطبوعہ دہلی)

مولانا سعید احمد اکبر آبادی فاضل دیوبند و سابق سربراہ شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ لکھتے ہیں:

"مولانا (فضل حق خیر آبادی) بلند پایہ عالم دین ہونے کے ساتھ ریسازہ طور طریق زندگی

رکھتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی ایمانی جرأت و جسارت اور دینی حمیت و غیرت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے ہر چیز سے بے نیاز ہو کر دلی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے بعد جہاد کے واجب ہونے پر ایک نہایت ولولہ انگیز تقریر کی اور اس کے بعد جہاد کے ایک اور فتویٰ کا اعلان ہوا جس پر صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزرہ، مولانا فیض احمد بدایونی، ڈاکٹر مولوی وزیر خاں اکبر آبادی اور دوسرے علما کے دست خط تھے۔“ (ص ۴۲۔ ہندوستان کی شرعی حیثیت از سعید احمد اکبر آبادی۔ مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۶۸ء)

رییس احمد جعفری ندوی (۱۹۱۲ء-۱۹۶۸ء) لکھتے ہیں:

”مولانا فصل حق خیر آبادی ایک یگانہ روزگار عالم تھے۔ عربی زبان کے مانے ہوئے ادیب اور شاعر تھے۔ علوم عقلی کے امام اور مجتہد تھے۔ اور ان سب سے بالاتر ان کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ بہت بڑے سیاست دان، مفکر اور مدبر بھی تھے۔ مسند درس پر بیٹھ کر وہ علوم و فنون کی تعلیم دیتے تھے اور ایوان حکومت میں پہنچ کر وہ دور رس فیصلے کرتے تھے۔ وہ بہادر اور شجاع بھی تھے۔

عذر کے بعد نہ جانے کتنے سو رہا اور رزم آرا ایسے تھے جو گوشہ عافیت کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے۔ لیکن مولانا فصل حق ان لوگوں میں تھے جو اپنے کیے پر مادم اور پشیمان نہ تھے۔ انہوں نے سوچ سمجھ کر میدان میں قدم رکھا تھا اور اپنے اقدام و عمل کے نتائج بھگتتے کے لئے وہ حوصلہ مندی اور دلیری کے ساتھ تیار تھے۔ سراسیمگی، دہشت اور خوف، یہ ایسی چیزیں تھیں جن سے مولانا بالکل واقف تھے۔ (ص ۸۵۴۔ بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد۔ مؤلفہ رییس احمد جعفری ندوی۔ طبع اول کتاب منزل لاہور۔ سال طبع ندارد۔ تقدیم کتاب در ماہ دسمبر ۱۹۵۵ء)

مولانا عبدالشہید شیرانی علی گڑھی علامہ فصل حق خیر آبادی کی انور (میوات، موجودہ صوبہ راجستھان) سے دہلی آمد اور ترتیب دستور العمل و فتوایے جہاد کے بارے میں لکھتے ہیں:

”بغاوت وسط مئی ۱۸۵۷ء میں شروع ہوئی۔ جوں ہی اس کی اطلاع ملی، علامہ اہل خاندان کو انکو رچھوڑ کر دہلی آ گئے۔ اور سرگرمی سے بغاوت کی رہنمائی کی اور حکومت کے دستور العمل کی ترتیب شروع کر دی۔

جولائی (۱۸۵۷ء) میں جنرل بخت خاں کے دہلی آنے پر فتوایے جہاد مرتب کر کے علما کے دست خط کرائے۔“ الخ (۲۶۰، باغی ہندوستان، مطبوعہ مبارک پور ولاہور)

مولانا نظام اللہ شہابی اکبر آبادی (۱۸۹۲ء- ستمبر ۱۹۶۸ء) علامہ فضل حق کی گرفتاری و مقدمہ و سزا کا اختصار کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”۱۸۵۹ء میں سلطنت مغلیہ کی وفاداری یا فتوایے جہاد یا جرم بغاوت میں مولانا (فضل حق

خیر آبادی) ماخوذ ہو کر سیتا پور سے لکھنؤ لائے گئے۔ مقدمہ چلا۔ مولانا موصوف کے فیصلے کے لئے جیوری بیٹھی۔ ایک امیر نے واقعات سن کر بالکل چھوڑنے کا فیصلہ کر لیا۔

سرکاری وکیل کے مقابل خود مولانا بحث کر رہے تھے۔ بلکہ لطف یہ تھا کہ چند الزامات خود اپنے اوپر قائم کیے اور پھر خود مشل نارنگی بوت عظمیٰ و فطری اولاد سے توڑ دیے۔ سچ یہ رنگ دکھ کر پریشان تھا اور ان سے ہم دردی بھی تھی۔ کرے تو کیا کرے؟ ظاہر یہ ہو رہا تھا کہ مولانا بری ہو جائیں گے۔ سرکاری وکیل لا جواب تھے۔

..... دوسرا دن آخری دن تھا۔ آپ نے اپنے اوپر جس قدر الزامات قائم کیے تھے ان کو ایک ایک کر کے رد کیا۔ اور جس ٹکڑے نے فتویٰ کی خبر دی اس کے بیان کی تصدیق و توثیق کی اور فرمایا: "اس گواہ نے سچ کہا تھا۔ وہ فتویٰ صحیح ہے۔ میرا لکھا ہوا ہے۔ اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے۔"

چنانچہ اس کے بعد بے حد رنج کے ساتھ عدالت نے جس دوام کا حکم سنایا۔ آپ نے مسرت سے منظور کیا۔ یہ سچ آپ سے (علمی) کام سیکھ چکا تھا۔ (ص ۳۷ و ۳۸) نذر کے چند حکماء، مولانا نظام اللہ شہابی اکبر آبادی۔ مطبوعہ دینی بک ڈپو اردو بازار، دہلی

علامہ فاضل حق خیر آبادی کے مقدمہ کی "نیشنل آرکائیوز آف انڈیا" میں موجود محفوظ ہے۔ اس کے اندر اسپیشل کمشنر کا دیا ہوا فیصلہ بھی ہے۔ جس کا ترجمہ مابنامہ تحریک دہلی شہارہ جون ۱۹۶۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ایک خاص حصہ یہ ہے:

"اس (مولانا فاضل حق خیر آبادی) کی گرفتاری کے بعد دہلی سے اس کے پرانے تعلقات کے باعث وہاں کے حکام سے بھی اس کے متعلق استصواب کیا گیا تو کمشنر دہلی نے اس کے جوابات تحریر کیے، ان سے معلوم ہوا کہ:

۱۸۵۷ء میں دہلی میں بھی اس کی سرگرمیاں یعنی اسی قسم (باغیانہ) کی تھیں۔ وہ انور میں ملازم تھا۔ یہاں سے وہ دیدہ دانستہ دہلی آیا اور اس کے بعد وہ باغیوں اور بغاوت کے قدم بہ قدم چلتا رہا۔ وہ ۱۸۵۷ء کے دوران بغاوت کا "سرغنہ" رہا۔ اور اودھ اور دوسرے مقامات پر اس نے لوگوں کو بغاوت اور قتل کی ترغیب دی۔ اس نے یونہی کے مقام پر ۱۸۵۸ء میں باغی سرغنہ مکتو خاں کی مجلس مشاورت میں "نمایاں" حصہ لیا۔ وہ باغیوں کی مجلس شوریٰ (پریوی کونسل) کا اہم رکن تھا۔

..... یہ بات ان لام میں عام طور پر مشہور تھی کہ چند آدمی بیگم (حضرت محل) کے مشیران خاص ہیں۔ باغی فوج میں ان کی اربہ شوریٰ کے نام سے شہرت تھی۔ بلکہ کبھی کبھی انہیں "کچھری پارلیمنٹ" کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔ اس شوریٰ میں ملزم (مولانا فاضل حق) بہت ممتاز تھا۔

..... یہ تو ظاہر ہے کہ ملزم بہت قابل آدمی ہے۔ لیکن جس طرح اوپر بیان ہوا اس نے بے

ایمان نہ ہوں یا مذہبی تعصب کے باعث باغیوں سے رشتہ جوڑا اور ان کا مشیر خاص بن گیا۔ یہ خطرناک ترین آدمی ہے جو کسی وقت بھی بے حد نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے انصاف اور اس عامہ کا تقاضہ ہے کہ اسے ملک بدر کر دیا جائے۔۔۔۔۔ ایسے شخص کو سخت ترین سزا ملنی چاہیے اور اسے خاص طور پر ہندوستان سے باہر کر دینا چاہیے۔“

(لکھنؤ کورٹ کا فیصلہ۔ مطبوعہ ہنامہ تحریک دہلی۔ شمارہ جون ۱۹۶۰ء)

دہلی سے آدھ تک کی قائدانہ و مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنیاد پر علامہ فضل حق خیر آبادی کو لکھنؤ کورٹ نے ۳ مارچ ۱۸۵۹ء میں عبور دریا سے شور (کالا پانی / جزیرہ انڈمان) اور جس دوام کی سزا دی۔ ان سرگرمیوں کا تاریخ انقلاب میں اس طرح ذکر ملتا ہے۔

”جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مولانا فصل حق نے مردانہ وار حصہ لیا۔ دہلی میں جنرل بخت خاں کے شریک رہے۔ لکھنؤ میں بیگم حضرت محل کی کورٹ کے ممبر رہے۔ آخر میں گرفتار ہوئے، مقدمہ چلا۔ بہ عبور دریا سے شور کی سزا ہوئی۔“

(ص ۳۳۔ سہ ماہی اردو، کراچی، شمارہ جنوری ۱۹۶۸ء، بقلم پروفیسر محمد ایوب قادری)

”جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مولانا (فصل حق) نے مردانہ وار حصہ لیا۔ دہلی میں جنرل بخت خاں کے شریک رہے۔ لکھنؤ میں بیگم حضرت محل کی کورٹ کے ممبر رہے۔ جب انگریزوں کو فتح ہوئی تو گرفتار ہوئے۔ (ص ۲۵۶۔ علم و عمل وقائع عبد القادر خانی۔ جلد اول۔ مترجم مولوی معین الدین فضل گڑھی۔ اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ ۱۹۶۰ء)۔“

”جج کے سامنے آپ کی موجودگی میں سرکاری گواہ پیش ہوا۔ اس نے آپ کو دیکھا۔ کہا: یہ فصل حق نہیں ہیں جنہوں نے جہاد کا فتویٰ دیا تھا۔ دوسرے ہیں۔“

آپ فوراً بول اٹھے: پہلی اطلاع اس کی صحیح ہے۔ اب غلط کہہ رہا ہے۔ مجھ پر جو جرم عائد کیا گیا ہے وہ درست ہے۔ میں نے ہی فتویٰ لکھا تھا اور آج بھی میری رائے وہی ہے۔

جج نے جس دوام بہ عبور دریا سے شور کی سزا تجویز کی۔ جو پختہ پیشانی قبول فرما کر انڈمان گئے۔ (ص ۵۶، حکماء حق اور ان کی مظلومیت کی داستانیں۔ مولفہ مفتی محمد انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی)

مولانا حسین احمد مدنی (سابق صدر جمعیتہ علمائے ہند) علامہ خیر آبادی کی جرأت و استقامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”مولانا (فصل حق خیر آبادی) نے اپنے اوپر جس قدر الزام لیے تھے، ایک ایک کر کے سب کو رد کر دیے۔ جس مجرم نے فتویٰ کی خبر دی تھی اس کے بیان کی تصدیق و توثیق کی فرمایا: پہلے اس گواہ نے جج کہا تھا اور پورٹ بالکل صحیح لکھوائی تھی۔ اب عدالت میں میری صورت دیکھ کر مرعوب ہو گیا اور جھوٹ بولا۔ وہ فتویٰ صحیح ہے۔ میرا لکھا ہوا ہے اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے۔“

..... جج بار بار علامہ کو روکتا تھا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ مجرم نے عدالت کا رخ

اور علامہ (خیر آبادی) کی باز عیب و بر وقار شکل دیکھ کر شناخت کرنے سے گریز کرتے ہوئے کہہ ہی دیا تھا کہ یہ مولانا فصل حق نہیں وہ دوسرے تھے۔

گواہ حسین صورت اور پاکیزگی سیرت سے بے پناہ متاثر ہو چکا تھا مگر علامہ کی شان استقلال کے قربان جانے خدا کا شیر گرج کر کہتا ہے:

”وہ فتویٰ صحیح ہے، میرا لکھا ہوا ہے۔ اور آج اس وقت بھی میری وہی رائے ہے۔“

نالہ از ہر رہائی نہ کند مرغِ اسیر خور و فوس زمانے کہ گرفتار نہ بود
خیر میسور سلطان بیو کے رزم گاہ شہادت کا یہ فقرہ کبھی بھلایا نہیں جاسکتا۔

”شیر کی ایک روزہ زندگی گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے بہتر ہے۔“

علامہ کے اتر اوتویشی کے بعد محتاج نشہ ہی کیا رہ گئی تھی؟ بے حد رنج کے ساتھ عدالت نے صوبہ دوام پر عبور دیا، شہر کا حکم سنایا آپ نے کمال مسرت اور خندہ پیشانی سے سنا۔“ (ص ۲۲-۲۳) نقش حیات جلد دوم۔ مولانا حسین احمد مدنی

”تحریک ریشمی رومال“ کے صفحات پر مولانا مدنی اس قائد انقلاب و شیر حق کی شان استقلال پر اس طرح قربان ہو رہے ہیں:

”مولانا فصل حق صاحب خیر آبادی کو جو کہ تحریک کے بہت بڑے رکن تھے اور بریلی، علی گڑھ اور اس کے ملحقہ اضلاع کے، دوران تحریک (انقلاب ۱۸۵۷ء) میں گورنر تھے، آخر ان کے گھر سے گرفتار کیا گیا۔ جس ٹھکانے نے ان کو گرفتار کر لیا تھا اس نے انکار کر دیا کہ مجھے نہیں معلوم فتوایے جہاں پر جس نے دست خط کیے ہیں وہ یہ فصل حق ہیں یا کوئی اور ہیں؟ مولانا نے فرمایا: مجھے نے پہلے جو رپورٹ لکھوائی تھی وہ بالکل صحیح ہے کہ فتویٰ میرا ہے۔ اب میری شکل و صورت سے مرعوب ہو کر یہ جھوٹ بول رہا ہے۔“

قربان جانے علامہ کی شان استقلال پر! خدا کا شیر گرج کر کہہ رہا ہے کہ:

”میرا آپ بھی وہی فیصلہ ہے کہ انگریز غاصب ہے۔ اور اس کے خلاف جہاد کرنا فرض ہے۔ خدا کے بندے ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ وہ جان کی پروا کیے بغیر سر بکف ہو کر میدان میں نکلتے ہیں اور کومز کی طرح ہیر پھیر کر کے جان نہیں بچاتے ہیں بلکہ شیروں کی طرح جان دینے کو فخر سمجھتے ہیں۔“ (ص ۲۵ و ۲۶) تحریک ریشمی رومال۔ از حسین احمد مدنی۔ مطبوعہ کلاسیک، لاہور ۱۹۶۰ء

مولانا انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی (۱۸۹۲ء- ستمبر ۱۹۶۸ء) نے علامہ فصل حق خیر آبادی کے احوال جزیرہ انڈمان (کالاپانی) اور ایک علمی واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے پروانہ رہائی اور وصال کے بارے میں لکھا ہے کہ:

”مولانا (فصل حق خیر آبادی) انڈمان پہنچے۔ استاذنا محمد عمر انصاری بخاری اکبر آبادی اپنے استاذ کی زبانی کہتے تھے کہ:

”مولانا کو خدمت ذیل درجہ کی دی گئی تھی“

جیل پرنٹرنٹ ایک شریف انگریز تھا۔ مشرقی علوم سے واقف اور قرین ہیئت کا ماہر تھا۔ اس کی پیشی میں ایک سزایافتہ مولوی تھے۔ اپنی تہنیت کردہ کتاب ”کتاب ہیئت“ جو فارسی میں تھی وہ ان کو دی کہ عبارت صحیح و درست کر دیں۔

مولوی صاحب سے تو کام نہیں چلا۔ علامہ (فصل حق) نے نئے نئے گئے تھے۔ ایک ہی سال گزرا تھا۔ ان کو وہ کتاب دی اور کہا کہ مولانا! آپ اس کو درست کر دیں۔

چنانچہ علامہ نے اس کی عبارت درست کی اور معلومات میں بہت کچھ اضافہ کر دیا۔ اور حاشیہ میں کثیر التعداد کتب کے حوالے لکھے۔

جب یہ کتاب مولوی صاحب پرنٹرنٹ کے پاس لے گئے تو وہ اسے دیکھ کر حیران و ششدر ہو گیا۔ اور اس نے کہا:

مولوی صاحب! تم بڑا لائق آدمی ہے مگر جن کتابوں کے حوالے دیے ہیں اور ان کی عبارتیں نقل کی ہیں یہ کہاں ہیں؟

مولوی صاحب مسکرائے اور اصل واقعہ علامہ کا کہہ سنایا۔

وہ اسی وقت مولوی صاحب کو لے کر یہاں آئے۔ علامہ تھے نہیں، کچھ انتظار کے بعد دیکھا کہ ٹوکرا بغل میں دبائے وہ چلے آ رہے ہیں۔

وہ یہ دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور معذرت کی۔ اور کلر کی میں لے آیا۔ اور گورنمنٹ میں ان کی سفارش کی۔

ادھر علامہ کے صاحبزادے مولوی شمس الحق دہلوی اور علامہ کے قریبی عزیز خان بہادر مفتی انعام اللہ گوپا متوی کے داماد شفی خواجہ غلام غوث بے خبر و خان بہادر ذوالقدر میرنشی المعروف مغربی و شمالی صوبہ اودھ سرگرم سعی تھے۔ پروانہ آزادی حاصل کیا۔ اور مولوی شمس الحق انڈمان روانہ ہو گئے۔

وہاں (بحری) جہاز سے اترے۔ شہر میں گئے تو ایک جنازہ پر نظر پڑی۔ اس کے ساتھ بڑا ازدحام تھا۔ انہوں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ:

کل ۱۲/۸ صفر ۱۲۷۸ھ کو علامہ کا انتقال ہو گیا۔ اب سپرد خاک کرنے جا رہے ہیں۔

یہ (مولوی شمس الحق) بھی ہمراہ ہو گئے اور بعد دفن و فاتحہ بعد حسرت و یاس کوٹے۔“ (ص ۳۹ و ۴۰۔ خدر کے چند حکما۔ مؤلفہ مفتی انتظام اللہ شہابی اکبر آبادی، مطبوعہ

دینی بک ڈپو، اردو بازار، دہلی)

مرزا اسد اللہ خاں غالب نے جب علامہ کے انتقال کی خبر سنی تو شیخ لطیف احمد بلگرامی کے

نام اپنے ایک خط میں لکھا:

”کیا لکھوں اور کہوں؟ لور آنکھوں سے جانا رہا اور دل سے سرور۔ ہاتھ میں ریشہ طاری ہے اور کان سماعت سے عاری ہے۔“

عقاب عروساں در آمد بجوش صراحی تہی دست و ساقی خموش
 نگر ایجاد و نگوین مولانا فصل حق ایسا دوست مر جائے۔ غالب نیم مردہ، نیم جاں رہ جائے۔
 مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی موت آتی ہے پر نہیں آتی
 آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی اب کسی بات پر نہیں آتی
 (ص ۳۲۔ اردوئے معلیٰ علی گڑھ۔ دسمبر ۱۹۰۷ء)

ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر اپنی مشہور کتاب ”ہمارے ہندوستانی مسلمان“ میں علامہ فصل حق خیر آبادی کے صاحبزادے مولانا عبدالحق خیر آبادی (متوفی ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) جو ایک زمانہ میں مدرسہ عالیہ کلکتہ کے صدر المدرسین (ہیڈ مولوی) تھے، ان کے بارے میں لکھتا ہے:

”موجودہ ہیڈ مولوی اس عالم دین کے صاحبزادے ہیں جن کو ۱۸۵۷ء کے غدر نے نمایاں کر دیا تھا اور جنہوں نے اپنے جرموں کا خیارہ اس طرح نکھلتا تھا کہ بحر ہند کے ایک جزیرہ میں تمام عمر کے لئے جلاوطن کر دیے جائیں۔
 اس غدار عالم دین کا کتب خانہ جس کو حکومت ہند نے ضبط کر لیا تھا اب کلکتہ کالج میں موجود ہے۔“ (ص ۲۰۲ و ۲۰۳۔ ہمارے ہندوستانی مسلمان، از ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر۔ مطبوعہ الکتاب انٹرنیشنل، ٹولہ ہاؤس، جامعہ گرینچی دہلی ۲۵)

مولانا عبدالحق خیر آبادی (متوفی ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء) فرزند علامہ فصل حق خیر آبادی کے بارے میں مولانا عبد الشاہد شیروانی علی گڑھی لکھتے ہیں:

”مولانا (عبدالحق خیر آبادی) نے آخر وقت یہ وصیت بھی فرمائی کہ:
 ”جب انگریز ہندوستان سے چلے جائیں تو میری قبر پر خیر کر دی جائے۔“
 چنانچہ ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء کو رفق محترم مولوی سید نجم الحسن صاحب رضوی خیر آبادی نے مولانا (عبدالحق خیر آبادی) کے مدفن (درگاہ مخدومہ خیر آباد ضلع سیتا پور، اودھ) پر ایک نیم غنیر کے ساتھ حاضر ہو کر میلاد شریف کے بعد قبر پر فاتحہ خوانی کی۔

اور اس طرح پورے پچاس سال کے بعد (از ۱۸۹۸ء تا ۱۹۴۷ء) انگریزی سلطنت کے خاتمہ کی خبر سنا کر وصیت پوری کی۔ جزاء اللہ خیر الجزاء (ص ۱۲۔ مقدمہ زبدۃ الحکمہ از عبد الشاہد شیروانی۔ مطبوعہ علی گڑھ ۱۹۴۹ء)

ڈیڑھ سو سالہ جشنِ قائدِ انقلاب ۱۸۵۷ء علامہ فضلِ حق خیر آبادی

☆ جو منقولات بالخصوص علمِ حدیث میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی و شاہ عبدالقادر دہلوی اور منقولات میں اپنے والد ماجد علامہ فضلِ امام خیر آبادی صدرا الصدور دہلی کے تربیت یافتہ اور پروردہ ہیں۔
☆ جن کے مذہبی و علمی سلسلہ خیر آباد سے وابستہ علمائے کرام کے فیضان سے ہندوپاک کا چپہ چپہ سیراب و شاداب اور گوشہ گوشہ روشن و منور ہے۔

☆ جن کے قلم کا شہ کار امتناع النظیر اور تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ جیسی ایمان افروز اور روح پرور کتابیں ہیں۔

☆ جن کے تلامذہ اور شاگردوں میں جلیل القدر علما مثلاً مولانا عبدالحق خیر آبادی مولانا ہدایت اللہ جون پوری مولانا عبدالقادر عثمانی بدایونی مولانا فیض الحسن سہارن پوری جیسے مشائیر اور خواجہ الطاف حسین حالی کے استاذ مولانا قلندر علی زبیری پانی پتی، مولانا ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیر الدین دہلوی اور مولانا مناظر حسن گیلانی کے والد مولانا محمد احسن گیلانی جیسے حضرات شامل ہیں۔

☆ جنہوں نے نقدِ اس الوہیت و تعظیمِ نبوت اور احیائے ملت کی راہ میں اپنی علمی و قلمی توانائی صرف کر کے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کی یاد تازہ کر دی۔

☆ جو آخری مغل تاج دار بہادر شاہ ظفر کے مُتعمد مُشیر اور ان کی ”کنگ کونسل“ کے ڈائریکٹر تھے۔
☆ جنہوں نے انقلاب ۱۸۵۷ء کے بحرانی حالات میں مسلم اقتدار کے استحکام و مرکزیت کے لئے دستورِ حکومت کا تحریری خاکہ مرتب کیا۔

☆ جنہوں نے انقلاب ۱۸۵۷ء کے دوران شاہجہانی جامع مسجد دہلی میں انگریزوں کے خلاف ولولہ انگیز تقریر کر کے اہل وطن کے سینوں میں جذبہ سحریت پیدا کیا۔

☆ جن کے تحریر کردہ فتوے جہاد اور تصدیقاتِ علمائے کرام کے نتیجے میں نوے ہزار (۹۰۰۰۰) حریت پسند سپاہ دہلی کے اندر جمع ہو کر انگریزوں کے خلاف صف آرا ہو گئی۔

☆ جنہیں جنوری ۱۸۵۹ء میں گرفتار کر کے لکھنؤ کورٹ میں مقدمہ سے دوچار کیا گیا تو انگریز جج کے سامنے اپنے فتویٰ کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ: ہاں! وہ فتویٰ میں نے دیا ہے کہ انگریز ظالم و غاصب ہیں اور ان کے خلاف جہاد فرض ہے۔

☆ جن کے خلاف سزائے عمر قید درجزیرہ انڈمان / کالا پانی کا فیصلہ سنایا گیا تو آپ کی پیشانی پر بل تک نہ آیا۔ اور صبر و استقلال کے ساتھ انگریزی مظالم برداشت کرتے ہوئے۔

تاریخ ۱۲/ صفر ۱۲۷۸ھ / ۲۰/ اگست ۱۸۶۱ء جزیرہ انڈمان میں اپنے خالقِ مالکِ حقیقی کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔

۱۱۱۱ھ میں امجدِ انقلاب علامہ فضلِ حق خیر آبادی کی ڈیڑھ سو سالہ سالگرہ کی تقریبات کا انعقاد دارالقوی علمی و فنی زیرِ منہ ہے۔